اسلامی بینکاری: حضرت مفتی تقی عثمانی سے چند استفسارات

اسلامی بینکاری کا آغاز صدر ناصر کے دور میں مصر سے ہوا۔ اخوان المسلمین کے علماء، فقہاء اس نظام کا حصہ بنے لیکن اس کی حقیقت واضح ہوجانے کے بعد اخوان کے علماء نے معاشی مفادات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے شرعی مشاورت سے علیحدگی اختیار کرلی اوراس کے کفر کا اعلان کردیا۔ ستر کی دہائی میں کراچی میں محمد احمد نے اسلامی بینکاری کا ناکام تجربہ کیا۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اسلامی بینکاری کے ماہرین سرمایہ داری، مغربی فکر و فلسفے اوراس فلسفے کی دو اہم شاخوں سائنس اور سوشل سائنسز کی مابعدالطبیعیات الٰہیات کو نیات، علمیت سے ناواقف ہیں۔ لہٰذا وہ اس ایمان ویقین کے ساتھ اپنے علمی سفر اور افتاء کا آغاز کرتے ہیں کہ اکنامکس ایک معروضی، غیراقداری آفاقی علم ہے۔ یہ پانی کی طرح ہے کہ جس برتن میں ڈالو اس کا روپ اختیار کرے گا جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ شیخ الاسلام حضرت تقی عثمانی صاحب نے اسٹیٹ بینک کے ڈاکٹر زماں اور محمد حسین صاحب سے بینکاری کے اسباق لیے لیکن یہ دونوں اساتذہ اسلامی بینکاری سے تائب ہوگئے۔ جناب ارشد زماں نے گزشتہ سال حضرت تقی عثمانی صاحب کی خدمت میں ایک طویل عریضہ ارسال کیا جس میں اسلامی بینکاری کے کل سے لے کر ایک ایک جزو کی قرآن وسنت وفقہ کی روشنی میں تنقید فرما کر اس کا سودی ہونا ثابت کیا اور حضرت والا سے استفسار کیا کہ اب کیا فتویٰ ہے لیکن تقی عثمانی صاحب نے حسب معمول ان دلائل پر خاموشی اختیار فرمائی۔ گزشتہ دوعشروں میں اسلامی بینکاری پر جتنے اعتراضات بھی اٹھائے گئے اس کا تقی عثمانی صاحب نے کبھی تحریری جواب نہیں دیا اوراس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ اعتراضات کرنے والے اس کا متبادل نظام بنادیں۔ یہ دلیل نہایت کمزور اوراپنی نہاد میں غیر علمی ہے۔ اس دلیل کو اصول مان لینے کے نتیجے میں تمام فتاویٰ مسترد ہوسکتے ہیں کہ مفتی صاحب نے صرف فتویٰ دیا لیکن متبادل تو نہیں دیا۔ اگر یہ سوال اٹھایا جائے کہ ایک شخص نکاح کی مقدرت نہیں رکھتا، صبر بھی نہیں کرسکتا، روزے بھی نہیں رکھ سکتا تو اس کا متبادل کیا ہو؟ متبادل کا فلسفہ اس سوال کا کیا جواب دے سکتا ہے؟ دوسرے لفظوں میں اگر کسی چیز کا متبادل موجود نہ ہو کیا تو وہ شے جائز ٹھہر جاتی ہے۔ اسلامی تاریخ وفقہ کے لیے یہ اصول ایک اجنبی اصول ہے۔ اس اصول کے تحت علامہ یوسف القرضاوی نے متعہ کا متبادل نکاح المیسار کو قرار دیا جو اصلاً متعہ ہے اسلام لوگوں کی خواہشات نفس، زمانے کے بدلتے ہوئے کافرانہ تقاضوں کے مطابق لوگوں کی آرزو کی تکمیل کے لیے نہیں آیا۔ وہ خواہشات نفس کو لگام دینے کے لیے آیا ہے۔ متبادل کے اس جدید فقہی اصول کے تحت اسلامی طرز زندگی کا وجود بے معنی ہوجاتا ہے۔ شریعت کا مقصد نفسانی تقاضوں کو کم کرنا، دنیا میں گم ہونے سے بچانا، دنیا سے متمتع ہونے کی حدود متعین کرنا اور بندہ درہم و دینار کو بندہ خدا بنا کر طالب آخرت بنانا ہے۔ جدید اسلامی بینکاری کے ذریعے ایک ایسی اسلامی شخصیت تعمیر کی جارہی ہے جو خواہش دنیا کی اسیر، نفسانی تقاضوں کی غلام، مسرف تعیّشات میں مبتلا اور ایک خراچ شخصیت ہے۔ اسلامی منہاج میں ایک بہترین مسلمان خراب صارف [bad consumer] ہوتا ہے لیکن اسلامی بینکاری ایک خراچ معاشرے [consumer society] کی تشکیل کا کام کررہی ہے جو اسلامی تاریخ، تمدن اور روایت سے انحراف بلکہ بغاوت ہے جس رسول نے قرض کو لعنت بلکہ قرض کو کفر قرار دیا اور مقروض کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کیا اس کی امت کے ہر فرد کو بھاری معاوضے پر جاری کردہ فتوؤں کے ذریعے بال بال قرض میں جکڑا جارہا ہے اسلام اس کارخیر کے لیے نہیں آیا تھا

حقوق انسانی آفاقی اقدار نہیں فلاسفہ مغرب کا اعتراف

خطبات اقبال: تین مغربی مفکرین کا سرقہ ہیں؟

جدیدیت سے متاثر شبلیؒ تاریخ و تحقیق کی روشنی میں

کیا اسلام جمہوریت کے فروغ وارتقاء کے لیے آیا ہے؟

Main